



## سوال

(336) ناجائز تعلق کو وجہ بنا کر طلاق کا مطالبہ کرنا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زوجہ نے اپنے شوہر کو یہ دھوکا دیا کہ میرا ناجائز تعلق ایک شخص سے ہو گیا ہے اگر تم مجھے طلاق دے دو تو میں اپنا زرمہر تعدادی بیخ صد صماکار کا معاف کر دیتی ہوں اس سے بیشتر طرفین کے یعنی زوجہ و شوہر میں دلیوانی و فوجداری مقدمات بھی ہو چکے تھے اتفاق سے زوجہ کل مقدمات عدالت سے ہار بھی چکی ہے اور زوجہ کے دو برادر اور ایک ہمشیرہ نہایت بد وضع و کوکین باز بھی ہیں عورت کو ہمیشہ بد وضع خیالات کی ترغیب بھی دیتے رہتے ہیں اور اس کی کمائی سے اپنے نشہ پانی کا کام چلاتے ہیں دوم یہ کہ عورت کے شوہر کو اس کے برادران نے جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی کہ تم کو طلاق دینی ہوگی ورنہ جان نہ ہوگی۔

ایسی حالت میں جان کے خوف سے اور عورت کی قسموں پر اور دلیوانی کا خیال کر کے شوہر بیچارہ نے تین مرتبہ کہہ دیا کہ طلاق دی طلاق دی طلاق دی۔ نہ تو عورت مرد کے سامنے ہے اور نہ اس میں کوئی خطاب کیا گیا صرف ظلم کے خوف سے یہ لفظ کہہ دیے گئے ہیں ایسی حالت میں قرآن و حدیث کے رو سے طلاق واقعی طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو رجعی ہوئی یا بائن ہوئی یا ثلاثہ ہوئی؟ عورت نے شوہر کو زرمہر معاف کر دیا ہے اور ایک اقرار نامہ اسٹامی کاغذ پر بطنینت شوہر کے لکھ دیا ہے کہ زرمہر معاف کرتی ہوں طلاق لیتی ہوں اور بنائے مختصمت اپنی طرف سے یہ قائم کی ہے کہ زوجہ اور شوہر کا آپس میں جی نہیں ملتا ہے زوجہ شوہر کے گھر میں سات سال اور چھ ماہ رہی ہے تین بچے شوہر کے صلب سے اور عورت کے بطن سے پیدا ہوئے ایک حمل اسقاط ہوا اور دو بچے قائم ہیں ایک لڑکا پلٹنے چار سال کا اور ایک لڑکی سات سال کی موجود ہے جن کی پرورش مرد کرتا ہے جو باپ ہے۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ایسی حالت میں کہ شوہر نے جو الفاظ طلاق دی طلاق دی طلاق دی۔ بخوف جان کئے ہیں اس میں نہ تو تصریح اس بات کی ہے کہ کس نے طلاق دی اور نہ اس بات کی کہ کس کو طلاق دی؟ لہذا یہ طلاق واقع نہیں ہوئی اس لیے کہ اگر ان الفاظ سے شوہر کی یہ مراد ہے کہ دنیا میں کس نے کس کو طلاق دی تو ظاہر ہے کہ اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر یہ مراد ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو اس سے طلاق اس وجہ سے واقع نہیں ہوئی کہ اس نے یہ الفاظ بخوف جان تلفظ کیے ہیں اور ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ "نصب الرایۃ لاحادیث الحدیثہ" (2/30) میں ہے

"انخرج ابو داود وابن ماجہ عن صفیۃ بنت شیبۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ((لا طلاق ولا اعتناق فی اغلاق)) قال ابو داود اظنہ الغضب یعنی الاغلاق قال ابن الجوزی: قال ابن قتیبہ الاغلاق الاکراہ ورواہ الحاكم فی المستدرک وقال: علی شرط مسلم قال فی التنتیج وقد فسرہ احمد ایضا بالغضب قال شیخنا: والصواب انہ یعم الاکراہ والغضب والجنون وكل امرئ یفلن علی صاحبہ علمہ وقصدہ ماخوذ من غلق الباب واستدل علیہ بحدیث ((رفع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرہوا علیہ)) وهذا الحدیث تقدم فی الصلاة بجمع طرقہ واصحاب حدیث ابن



## عباس رضی اللہ عنہ رواہ ابن جان و ابن ماجہ و الحاکم فی المستدرک و قال: علی شرط التیجین

(ابوداؤد اور ابن ماجہ نے صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ "زبردستی میں نہ طلاق ہوتی ہے اور غلام آزاد ہوتا ہے۔" امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں "اغلاق" غضب اور غصے کے معنی میں ہے ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "اغلاق" کا معنی جبر و اکراہ ہے اس کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں روایت کیا اور فرمایا کہ یہ روایت مسلم کی شرط پر ہے نتیجہ میں ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا مطلب غضب و غصہ بیان کیا ہے ہمارے شیخ نے کہا ہے درست یہ ہے کہ یہ لفظ جبر و اکراہ غضب و غصہ جنون اور جو معاملہ جس کا علم و قصد اس کے صاحب پر متعلق ہو تمام معنوں میں عام ہے یہ لفظ "غلن الباب" (دورازہ بند کر دینا) سے ماخوذ ہے اس پر درج ذیل حدیث سے استدلال کیا گیا ہے "اس (اللہ تعالیٰ) نے میری امت سے غلطی بھول اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔" یہ حدیث نماز کے باب میں اپنی تمام سندوں سے گزر چکی ہے ان میں سے سب سے صحیح حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جسے ابن جان رحمۃ اللہ علیہ ابن ماجہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے)

صحیح بخاری 169/3 (مصری) میں ہے:

"وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ طلاق السكران والمستکرہ لیس بجائز"

(عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کی دی ہوئی طلاق جائز نہیں ہے جو نشے میں ہو یا اسے مجبور کیا گیا ہو) اگر وہ جوہ مذکورہ بالا سے قطع نظر کر کے کہا جائے کہ ایسی حالت میں طلاق واقع ہو ہی گئی تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہوئی جس میں عدت کے اندر یا بعد عدت بتراضی طرفین نکاح جدید جائز ہے طلاق بائن اس لیے کہ صورت مذکورہ سوال نخل کی صورت ہے اور نخل کی صورت میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

الطَّلُقُ مَرَّتَانٍ فَأَمَّا الْبَعْثُ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِأَحْسَابٍ ۲۲۹ ... سورة البقرة

(یہ طلاق (رجعی) دوبارہ پھر یا تو لچھے طریقے سے رکھ لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے)

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُكْفِنَنَّ أَهْلَهُنَّ فَامْسُكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحُهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۲۳۱ ... سورة البقرة

(اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انھیں لچھے طریقے سے رکھ لو یا انھیں لچھے طریقے سے چھوڑ دو۔)

"حدثنا عبد اللہ حدثني ابى ثنا سعد بن ابراهيم ثنا ابى عن محمد بن اسحاق حدثني داود بن الحصين عن عكرمة مولى ابن عباس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: طلق ركانة بن عبد يزيد انحو بنى مطلب امراته ثلاثا فى مجلس واحد فخرن عليها حتى شديدا قال: فساله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ((كيف طلقتها؟)) قال: طلقتها ثلاثا قال: فقال ((فى مجلس واحد؟)) قال: نعم قال: ((فانما تلك واحدة فارجمها ان شئت)) قال: فرجمها"

(مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ہمیں عبد اللہ نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعد بن ابراہیم نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا انھوں نے محمد بن اسحاق سے روایت کیا انھوں نے کہ مجھے داؤد بن حصین نے بیان کیا وہ عکرمة مولى ابن عباس سے روایت کرتے ہیں وہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو مطلب کے ایک فرد ركانہ بن عبد يزيد نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں پھر وہ اس پر سخت عملگین ہوئے راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ "تم نے اس (اپنی بیوی) کو کیسے طلاق دی؟" ركانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں نے اسے تین طلاقیں دے دیں راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا ایک ہی مجلس میں؟" انھوں نے جواب دیا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا "یہ صرف ایک طلاق ہی ہے اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کر لو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رجوع کر لیا

[1] - مسند احمد (1/265)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الطلاق والنخلع، صفحہ: 539

محدث فتویٰ